باسمہٖ وبعونہٖ

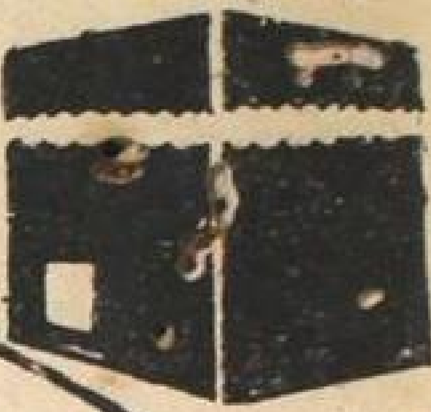

تتنزل الرحمۃ عند ذکر الصالحین

رحمت نازل ہوتی ہے صالحین کے ذکر کے وقت

جواہر المناقب

فی الذکر

امام ہمام سیدنا **جعفر الصادق** علیہ السلام

تالیف لطیف و شریف

خان بہادر بخشی مصطفےٰ علی خاں

نقشبندی جماعتی میلسوری مدنی

مؤلف

کوکبۂ غزوۂ بدر

اسم تاریخی :- برکاتِ صادق و فاضل و طاہر ۱۹۵۶ء

اسم تاریخی :- دُرِّ بے نظیر ۱۳۷۶ھ

ناشر:- **مکتبۂ فریدی** اردو کالج
اردو روڈ کراچی ۱؍
مطبوعہ انجمن پریس کراچی

بار اول
ایکہزار جلد

قیمت فی جلد
تین ۳ آنے

جملہ حقوق محفوظ ہیں

وما عند الله خیر للابرار (آل عمران)

اور جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہ نیکوں کیلئے بہتر ہے

ان للمتقین عند ربہم جنت النعیم (قلم)

بیشک پرہیزگاروں کیلئے انکے رب کے پاس نعمت کے باغ ہیں

سیدنا امام
ہمام جعفر الصادق
الفاضل الطاہر علیہ السلام کے
علم وفضل زہد وتقویٰ صدق ووفا۔
خلق ومروت اور جملہ دیگر طاہر صفات کے کامل
وارث اور نسباً آپکے پوتے اور مسلکاً آپکے خلیفہ
پیر دستگیر بے نظیر عالی مرتبت عظیم البرکت امیر الملت اعلیحضرت
سید جماعت علی شاہ محدث نقشبندی مجددی علی پوری
نور اللہ مرقدہٗ طاب ثراہٗ ورضی اللہ تعالےٰ عنہٗ کے
اسم بابرکت سے یہ رسالہ معنون کیا جاتا ہے۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ
اَنْتَ السَّمِيْعُ
الْعَلِيْمُ

محمد مصطفیٰ عفی عنہٗ نقشبندی مجددی حنفی حسینی المدنی عفی عنہٗ

باب العوالی مدینۃ المنورہ ۲۵ ربیع الاول ۱۳۵۰ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہٗ و نصلی علی رسولہ الکریم

مقدمہ

الحمد للہ ربّ العالمین والعاقبۃ للمتقین والتحیاۃ والصلوٰۃ والسلام علےٰ رسولہ الاعظم الکبیر الکریم خاتم النبیّین رحمۃً للعالمین وعلےٰ آلہ الطیّبین واھل بیتہ الطّاھرین واصحابہ المکرّمین واولیاء امّتہٖ اجمعین فی کلّ لمحۃ الیٰ یوم الدّین

امابعد بندہ حقیر پر تقصیر ہیچمدان اسیر العصیاں بخشی مصطفےٰ علی خاں میسوری ثم المدنی حنفی المذہب نقشبندی المسلک نے اپنے عزیز نذیر احمد بادشاہ بی اے انسپکٹر انکم ٹیکس کراچی کی فرمائش پر کہ عارف حق زاہد واثق عاشق خالق محبوب رازق حضرت امام ہمام جعفر الصادق علیہ السلام کے مناقب عالی مرتبت میں ایک ایسا چھوٹا سا رسالہ مرتب ہو جو امام عالیمقام علیہ السلام کے نیاز و فاتحہ و عرس شریف وغیرہ کے موقعوں پر مطابق قول تَتَنَزَّلُ الرَّحْمَۃُ عِنْدَ ذِکْرِ الصَّالِحِیْنَ نزولِ انوار رحمت و برکات کے لئے پڑھا جاوے ـــــ فوائد العقود الدریہ مصنفہ سید عباس الرضوان المدنی مطبوعہ قاہرہ و سیرۃ جعفر بن محمد امام الصادق علیہ السلام مصنفہٗ عبد العزیز سید الاھل مطبوعہٗ بیروت، و دیگر کتب سے استفادہ کرنے کے بعد اس رسالہ کو ترتیب دینے کی جرأت کی ہے کہ وسیلۂ امام ہمام رضی اللہ عنہٗ سے اہل حاجات جواہر مراد سے مالا مال ہوتے رہیں اور امام عالی مقام کی تمام دینی و دنیوی حلال امور میں نصرت سے کامیاب و نہال ہوتے رہیں۔ اس رسالہ

کا نام **جواہر المناقب** فی الذکر امام ہمام جعفر الصادق علیہ السلام رکھا ہے اور تاریخی نام **درِ بے نظیر** اور **برکات صادق و فاضل و طاہر**۔
۱۳۷۶ھ ۱۹۵۶ء

ہندوستان کے بعض بلاد میں نیازِ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے وقت ایک مختصر رسالہ بنام داستانِ عجیب یا لکڑہارے کی کہانی پڑھنے کا رواج ہے۔ جس میں ایک کرامت کی کہانی ہے۔ وہ قصہ اس رسالہ میں مؤلف نے داخل نہیں کیا کیونکہ اس قصہ کے مطابق حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے بتاریخ ۲۲ ماہ رجب اپنے اصحاب کے ساتھ مدینہ منورہ کے ایک کوچہ میں تشریف فرماتے ہوئے فرمایا کہ جو کوئی آج کی تاریخ دو کونڈے پوریاں پکا کر میری نیاز کرے اسکی مراد پوری کرنا میرا ذمہ ہوگا۔ اگر مراد پوری نہ ہوئی تو وہ قیامت میں میرا دامن پکڑے۔ اس کلام کی متابعت میں ایک نادار لکڑہارے کی عورت نے فوراً نیاز امام ہمام کی تو اسی روز اس کے شوہر کو ایک خزانہ جنگل میں ملتا ہے اور ایسی کرامت کا یقین مدینہ منورہ کے بادشاہ کے وزیر کی بیوی کو نہ ہوا تو اس کا شوہر وزارت سے معزول کیا جاتا ہے۔ اور شہر بدر کیا جاتا ہے اور بعد کو شہزادہ کے خون کے الزام میں گرفتار ہوتا ہے اور قتل کا حکم ملتا ہے لیکن قتل ہونے سے قبل وزیر کی بیوی توبہ کرتی ہے اور امام ہمام رضی اللہ عنہ کے نیاز کی نیت کرتی ہے تو مقتول سمجھا ہوا شہزادہ زندہ شاہی محل میں واپس ہوتا ہے اور اس وزیر کی رہائی بھی ہوتی ہے اور پھر عہدۂ وزارت بھی اس کو عطا ہوتا ہے۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی نیاز کرنے پر خزانہ ملنا اور ایسی کرامت کے منکر ہونے پر عتاب شاہی سے کسی وزیر کا معزول ہونا اور اس کے حق میں قتل کا حکم صادر ہونا اور تائب ہوتے ہی جان بخشی ہونا، عہدۂ وزارت پھر ملنا ایسے کرامات کیا بلکہ ان سے بھی اعلیٰ بیشمار کرامات نہ صرف آپ سے بلکہ آپ کے متبعین اور نسلاً بعد نسل آپ کے اولاد امجاد اور مسلسل آپ کے خلفاء ارشاد اور ان کے خلفاء سے تا این زمان ظاہر ہوتے آئے ہیں، حضرت امام ہمام رضی اللہ عنہ کی ذات اقدس سے ایسے کرامات ظاہر ہونا کوئی تعجب کی بات نہیں۔ لیکن یہ قصہ بالکل غیر معقول طرح سے بیان ہوا ہے، لکڑہارے کی کہانی کے مصنف کا نام کہیں نہیں پایا جاتا اور یہ قصہ کس کتاب یا کس ذریعہ سے حاصل ہوا؟ یہ بھی بیان نہیں ہوا ہے۔ بندہ مؤلف **جواہر المناقب** نے اس قصہ کو کسی اردو، فارسی یا عربی کتاب میں نہ پایا اور نہ مدینہ منورہ میں نہ تمام ملک عرب میں نہ از مشرق تا مغرب کسی اسلامی ملک میں۔

(سوائے ہندوستان کے چند بلاد کے) کسی کو اس قصہ کا علم ہے۔ مؤلف نے مختلف ممالک کے مہاجرین مقیم مدینہ منورہ کے علاوہ گذشتہ حج کے موقع پر زیارت مبارک حضور رسول کریم علیہ افضل واکمل التحیاۃ والصلوٰۃ والتسلیم کے لئے مدینہ منورہ میں تشریف لائے ہوئے جاوا، ملایا، سیلون، افغانستان، بخارا، عراق، ترکستان، شام، یمن، مصر، سوڈان، لیبیا، الجزائر، تیونس، مراکش، حبش، مشرقی و جنوبی افریقہ، سومال، سینیگال، مدغاسکر، مورسس وغیرہ از شرق تا غرب ممالک کے اہل سنت والجماعت کے لوگوں سے تحقیق کی تو معلوم ہوا کہ حضرت امام الصادق رضی اللہ عنہ کی کرامت متعلق لکڑہارا و متعلق وزیر مدینہ منورہ کا علم ان جمیع ممالک میں کسی کو نہیں۔ گو ان تمام ممالک میں حضرت امام ہمام کی نیاز کرنے والے بے شمار مومنین ہیں، ہندوستان و پاکستان کے بنگالہ، بہار، آسام، سندھ و سرحدی صوبہ میں بھی اس کرامت کا علم نہیں پایا گیا۔ البتہ ہندوستان میں ایک شاعر متخلص جمیل نے اس قصہ کو نظم میں شائع کرایا تھا۔ وہی منظوم "داستان عجیب" کراچی میں بھی چھاپی گئی ہے۔

لکڑہارے کی کہانی میں بالکل بے بنیاد باتیں یہ ہیں کہ مدینہ منورہ میں جہاں از روز ازل تا ایں زماں نہ کوئی بادشاہ تھا نہ کوئی وزیر۔ امام ہمام علیہ السلام کے ایام میں بادشاہ و وزیر کا ہونا بیان کیا ہے۔ حضرت جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی عمر شریف کے باون (۵۲) سال تک بنی اُمیہ کے خلفاء کی حکومت تمام عرب پر تھی اور ان کا دار الخلافہ دمشق تھا۔ حضرت امام عالی مقام رضی اللہ عنہ کی عمر مبارک کے باقی سولہ سال بنی عباس کے خلفاء کی حکومت تھی اور ان کا دار الخلافہ بغداد تھا۔ اور یہ نہایت عجیب اور سخت تہمت بھی حضرت امام ہمام علیہ السلام پر لگائی ہے کہ آپ نے خود اپنی نیاز کرنے کا اعلان برسر راہ اپنی زبان پاک سے کیا اور فخراً کہا کہ اگر بعد نیاز مراد حاصل نہ ہو تو روز قیامت آپ کا دامن پکڑے۔ تمام روایات کے مطابق آپ فخر و ریاکاری سے نہ صرف پاک تھے بلکہ سخت بیزار اور فخر و ریاکاری پر لعنت بھیجنے والے تھے۔

نیازمند مؤلف نہ مولوی ہے نہ فاضل نہ عالم بلکہ ایک ہیچمداں بندۂ آثم، اسلئے اس کتاب کی عبارت عاجز مؤلف کے وطن ولادت (میسور) و ملک ملازمت (ریاست مدراس) کی خانگی کج محاورہ زبان ہے، پس قارئین و ناظرین و سامعین جملہ نقائص پر پردہ پوشی فرماکر مؤلف کی خدمت

کو بہ طیبِ خاطر قبول فرمائیں کہ مؤلف کی نیت اس کتاب کے ذریعہ نہ شہرت حاصل کرنی ہے نہ دنیوی منفعت بلکہ دنیا و آخرت میں نہ صرف خود کے لئے بلکہ جمیع معتقدین مؤمنین و مؤمنات کیلئے حضرت امام ہمام علیہ السلام کی نصرت حاصل کرنا مقصد ہے۔

باب العوالی مدینۃ المنورہ
الف الف التحیاۃ والصلوٰۃ والسلام علی منورھا
۱۳ ربیع الاول ۱۳۷۶ھ

نیازمند اسیر العصیاں راجی غفران رحماں
بخشی مصطفٰے علی خاں

نوٹ:۔ احقر حامد حسن قادری کو اس داستانِ عجیب یا لکڑہارے کی کہانی کی اشاعت اور ۲۲ رجب والی پوریوں کی نیاز کے متعلق یہ علم ہے کہ یہ کہانی اور نیاز سب سے پہلے ۱۹۰۶ء میں ریاست رامپور (یو۔پی) میں حضرت امیر مینائی لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ کے خاندان سے نکلی ہے۔ میں اس زمانے میں رامپور میں امیر مینائی صاحب کے مکانات کے متصل رہتا تھا اور انکے خاندان اور ہمارے خاندان میں تعلقات تھے میرے سامنے کا واقعہ ہے کہ ۱۳۲۴ھ (مطابق ۱۹۰۶ء) میں امیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند منشی خورشید احمد صاحب مینائی تحصیلدار رامپور نے آٹھ صفحے کا ایک رسالہ چھپوایا جسمیں لکڑہارے کی کہانی اور نیاز کی ترکیب نثر میں درج تھی۔ اس سال ۲۲ رجب کو خورشید احمد صاحب نے اپنے مکان پر یہ نیاز کی اور پوریوں کا حصہ مع کتابچہ کے ہمارے گھر بھیجا اور یہ کہلا بھیجا کہ انکے بزرگوں کی کسی قلمی کتاب اوراد و وظائف میں یہ کہانی لکھی ہوئی ملی ہے۔ حصولِ برکت کیلئے اسکو چھپوایا گیا ہے۔ انھوں نے وہ کتاب لکھنؤ میں اپنے اعزہ و احباب کو اور دوسرے شہروں میں بھی بھیجی۔ اسطرح اس کہانی اور نیاز کی شہرت ہوگئی۔ پھر بہت عرصے کے بعد بریلی کے کسی شاعر جمیل احمد نے اس روایت کو نظم میں لکھ کر "داستانِ عجیب" کے نام سے چھپوا دیا۔ وہ سب سے پہلا کتابچہ نثر مطبوعہ ۱۳۲۴ھ بجنسہٖ ہندوستان میں میرے عزیزوں کے پاس موجود ہے۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ اصلی رسالہ کی ترکیبِ نیاز میں یہ قید نہ تھی کہ نیاز کی پوریاں گھر سے باہر نہ نکالی جائیں چنانچہ ہمارے گھر اسکا حصہ آیا تھا۔ شاعر نے یہ شرط بڑھا دی یا اس عرصے میں عقیدتمندوں نے یہ معمول کر لیا۔ اور اس کو شاعر جمیل نے نظم کر دیا۔

مجھے جو ذاتی علم تھا وہ میں نے عرض کر دیا۔ اب حضرات ناظرین سے یہ درخواست ہے کہ اپنے سن رسیدہ بزرگوں سے دریافت کریں کہ انکے علم میں اس نیاز کا رواج کب سے ہے۔ تمام اضلاع صوبجات آگرہ و اودھ، روہیلکھنڈ وغیرہ میں نہایت کثرت سے ۲۲ رجب کی پوریوں کا رواج ہے۔ ادھر سے آئے ہوئے کراچی و دیگر مقامات پاکستان کے مہاجرین جنکو اس نیاز کی عادت تھی اب بھی ہر سال بڑے اہتمام سے کرتے ہیں۔ امید ہے کہ تحقیق کرنے سے اس نیاز کا رواج ۱۳۲۴ھ سے پہلے ثابت نہ ہوگا۔

کراچی۔ ۲۲ جنوری ۱۹۵۷ء
۲۰ جمادی الاخریٰ ۱۳۷۶ھ

احقر حامد حسن قادری

مُبَسْمِلاً وَّحَامِدًا وَّمُصَلِّیاً وَّمُسَلِّماً ط

جواہر المناقب

فی الذکر

سیدنا امام ہمام جعفر صادق علیہ السلام

پیدائش

حضرت جعفر صادق کی ولادت سراپا رحمت شہر اقدس، مدینہ منورہ میں اپنے دادا حضرت امام زین العابدین علی رضی اللہ عنہ کے رحمتکدہ میں بہ وقت فجر ۱۳ ربیع الاول ۸۰ھ ہوئی، آپ کا رنگ گندمی مائل گورا تھا، قد میانہ، چہرہ جلالت نما، ابو عبداللہ و ابو اسمٰعیل آپ کی کنیتیں ہیں جن میں ابو عبداللہ سے آپ زیادہ مشہور ہیں۔ صادق، فاضل، طاہر آپ کے خطاب و القاب ہیں، ان میں صادق سب سے زیادہ مشہور ہے۔ آپ کا مکان، مدینہ منورہ میں مسجد نبوی (علیٰ صاحبہا الف الف التحیاۃ والصلوٰۃ والسلام) کے جنوبی شرقی گوشہ کے سامنے والی گلی میں حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے مکان سے جانب جنوب بالکل متصل تھا، آج جو گھر اس مقام پر ہے وہ حرم شریف پر وقف ہے۔

نسب نامہ

آپ فرزند اکبر ہیں حضرت امام محمد باقر رضی اللہ عنہ اور حضرت اُمّ فروہ رضی اللہ عنہا کے، حضرت امام باقر فرزند ہیں حضرت امام زین العابدین علی اور حضرت فاطمہ دختر حضرت امام حسن رضی اللہ عنہم کے، اور حضرت امام زین العابدین علی فرزند ہیں سید الشہداء حضرت امام حسین اور حضرت شہربانو شاہزادی کسریٰ فارس رضی اللہ عنہم کے۔

آپ کی والدہ اُمّ فروہ دختر ہیں حضرت امام قاسم اور حضرت اسماء دختر حضرت عبدالرحمٰن ابن حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہم کی۔ آپ کے نانا فرزند ہیں حضرت محمد ابن حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور ہمشیرۂ حضرت شہربانو شاہزادی

فارس رضی اللہ عنہا کے [1]

پس آپ کے دادا دادی سیدۃ نساء العالمین فاطمۃ الزہرا و حضرت علی المرتضیٰ علیہم السلام کے پوتا پوتی ہیں اور آپ کے نانا و نانی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پوتا پوتی ہیں، اس کے علاوہ آپ کے دادا اور آپ کے نانا رضی اللہ تعالےٰ علیہم و علیٰ ذریتہم اجمعین سگے خالہ زاد بھائی ہیں۔

تعلیم و تربیت

آپ کی تعلیم و تربیت آپ کے زمانہ کے دو اشرف المرتبہ مشہور ترین اماموں سے ہوئی، آپ کے پہلے استاد اور مرشد آپ کے نانا حضرت امام قاسم رضی اللہ عنہ تھے جو جمیع علوم شریعت و طریقت و معرفت کے بے نظیر امام تھے، فقہائے سبعہ مدینہ منورہ میں آپ کا شمار اور اعلیٰ مرتبہ تھا، حضرت قاسم رضی اللہ عنہ کے لڑکپن میں ان کے والد ماجد حضرت محمد ابن ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہما ملک مصر میں شہید ہوئے تو لڑکپن میں ان کی تعلیم و تربیت ان کی پھوپھی ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ علیہا السلام نے فرمائی جو قرن اول میں مشہور فقیہہ گذری ہیں اور جو راوی احادیث کثیرہ ہیں۔ حضرت قاسم رضی اللہ عنہ نے بعد میں تعلیم پائی رئیس المفسرین حضرت عبداللہ ابن عباس اور فقیہہ جلیل و نبیل حضرت اسلم مولیٰ حضرت عمر اور حضرت ابوہریرہ اور دیگر کبار صحابہ رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین سے، بقول حضرت یحییٰ بن معاذ بن جبل رضی اللہ عنہم علم و عمل اور طریقت و حقیقت میں اُس زمانہ میں حضرت قاسم رضی اللہ عنہ سے کوئی شخص افضل نہیں تھا، خلیفہ وقت حضرت عمر ابن عبدالعزیز رضی اللہ عنہما جن کو علماء دین نے خلیفۂ راشد مانا ہے فرمایا کرتے تھے کہ اگر خلافت میرے اختیار میں ہوتی تو میں قاسم بن محمد بن ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہم کو خلیفہ مقرر کرتا، حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ

---

[1] جب ملک فارس ایام خلافتِ فاروقی میں فتح ہوا یزد جرد کسریٰ فارس کی تین شاہزادیاں قید ہوئیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک شاہزادی شہربانو حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے حرم میں دی، دوسری شاہزادی حضرت محمد ابن حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہما کے حرم میں داخل کی اور تیسری شاہزادی اپنے فرزند ارجمند حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے حرم میں داخل کی۔ دوسری اور تیسری شاہزادیوں کے نام مؤلف کے زیر استفادہ کتب میں نہیں ملے۔

عنہ خود فرمایا کرتے تھے "میں دو نسبتوں سے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی اولاد ہوں"، یعنی ایک نسبت اپنے نانا و نانی سے اور دوسری روحانی نسبت طریقۂ عالیۂ رسولیۂ صدیقیہ کی جو حضرت قاسم رضی اللہ عنہ کی خلافت سے ملی[1]۔

حضرت امام قاسم رضی اللہ عنہ کی سنہ ۱۰۱ھ میں وفات کے بعد آپ کے دوسرے استاد و مرشد خود آپ کے والد ماجد حضرت امام محمد باقر رضی اللہ عنہ ہوئے جنھوں نے جملہ علوم دین و فیوضِ عرفانی اپنے والد اقدس حضرت زین العابدین علی رضی اللہ عنہ سے حاصل کرنے کے علاوہ کبار صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث شریف حاصل کیں تھیں حضرت امام محمد باقر رضی اللہ عنہ جمیع علوم جلی و خفی، دقیق و لطیف، و احادیث شریف کے ایسے بلند پایہ امامِ وقت تھے کہ باقر یعنی بہت بڑا عالم آپ کا ممتاز لقب ہوا۔ اور طریقۂ سلوک و معرفت میں سلسلۂ عالیۂ رسولیۂ علویۂ حسینیہ کے بھی امام عالی مقام ہوئے اور اس سلسلہ میں بھی حضرت جعفر صادق رضی اللہ عنہ اپنے والد کے جانشین امام ہوئے[2]۔

آپ کی فضیلت

ایسے مایۂ ناز اماموں کے اولاد و وارث و شاگرد اور خود نہایت ذکی و فہیم حضرت جعفر صادق رضی اللہ عنہ جمیع اسرار جلی و خفی و جملہ معارف دقیق و لطیف اور تمام علوم عقلی و نقلی کے خود یکتا وافر العلوم امام بیگماں ہوگئے۔ جمیع علماء اسلام بالاتفاق آپ کی سیادت و امامت کے معترف ہیں۔

آپ کی شانِ عالیشان میں خود آپ سے فیض یافتہ آپ کے شاگرد مجتہد اعظم امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے مَا رَاَیْتُ اَفْقَہُ مِنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ (رضی اللہ عنہما) یعنی میں نے جعفر صادق فرزند محمد باقر (رضی اللہ عنہما) سے افضل فقیہ نہیں دیکھا" ایک وقت حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے اس مجتہد امام ابو حنیفہ نعمان رضی اللہ عنہ سے یوں پرسش فرمائی "میں سنتا ہوں کہ تم دین میں قیاس سے مسئلہ نکالتے ہو، جس نے سب سے پہلے قیاس سے نتیجہ نکالا وہ ابلیس لعین تھا جس نے خود انسان سے

نوٹ:۔ [1] یہ طریقہ آج کل طریقۂ عالیۂ رسولیۂ صدیقیہ نقشبندیہ کے نام سے مشہور ہے۔

[2] یہ سلسلہ آج کل طریقۂ رسولیۂ حسینیۂ قادریہ کہلاتا ہے۔

افضل ہونے کا دعویٰ کیا۔" حضرت ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے جواب میں عرض کیا "بے شک میں قیاس کرتا ہوں مگر قسم اللہ تعالےٰ کی فقط ان مسئلوں میں جو نہ قرآن مجید میں پاتا ہوں اور نہ احادیث شریف میں۔" بعد کو آپ نے حضرت ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا "نماز افضل عبادت ہے یا روزہ؟" حضرت ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا "نماز" تب حضرت جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ "دیکھو حائضہ عورت کے لئے ایامِ حیض کی نمازیں قطعاً معاف ہیں مگر روزہ قضا رکھنے کا حکم ہے۔" بعد ازاں آپ نے سوال فرمایا۔ "قتل بڑا گناہ ہے یا زنا؟" حضرت ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا "قتل"۔ تو آپ نے فرمایا۔ "ثبوت قتل کے لئے دو گواہ بس ہیں مگر زنا کے ثبوت کے لئے چار کی ضرورت ہے۔" یوں آپ نے سمجھایا کہ قیاس پر عمل کریں تو قرآن مجید و احادیث شریف سے اختلاف کی گنجائش ہے۔

علوم طب و بیطار میں بھی آپ کو کمال حاصل تھا، خواب کی تعبیروں، آسمانی ستاروں اور فال وغیرہ کے علوم میں جو پہلی کتاب کسی نے تصنیف کی وہ آپ کے مبارک و صادق قلم سے تصنیف پائی ہوئی مستند کتاب ہے، بقول آپ کے آپ نے یہ کتاب آلِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے استفاضہ کے لئے لکھی اور کتاب پر بکری کے بچے کے چمڑے کی جلد چڑھائی، عربی میں چار ماہ سے کم عمر بکری کے بچے کو جفر کہتے ہیں، اس کتاب کی جلد کی نسبت سے اس نئے علم کا نام علم جفر مشہور ہو گیا، انشاء اللہ تعالےٰ تا قیامت شائقین اس علم سے مستفید و مستفیض ہوتے رہیں گے ؎

اَللّٰھُمَّ اَدِمْ دِیَمَ الرِّضْوَانِ عَلَیْہِ
وَاَمِدَّنَا بِالْاَسْرَارِ الَّتِیْ اَوْدَعْتَھَا لَدَیْہِ

امامتِ دین یا حکومتِ دنیا؟

حضرت امام عالی مقام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی حیات میں ۱۳۲ھ میں بنو امیہ کے خاندان کی خلافت کا خاتمہ ہوا اور عبداللہ المعروف بہ سفّاح کی مسند نشینی سے خلافت بنو عباس کا آغاز ہوا۔ ۱۳۶ھ میں سفّاح کے انتقال پر اس کا بھائی ابوجعفر منصور خلیفہ ہوا، حضرت عبداللہ المحض ابن حضرت حسن مثنّٰی ابن حضرت امام حسن رضی اللہ عنہم نے اپنے فرزندوں محمد المعروف بہ زکی النفس اور ابراہیم رضی اللہ عنہما کو یکے بعد دیگرے خلافت کے قابل اور بہ حیثیت اولاد حضرت علی کرم اللہ وجہہ حضرت عباس رضی اللہ

عنہ کی اولاد سے زیادہ مستحق خلافت قرار فرماکر کثیر اہالیان مدینہ منورہ و دیگر جمیع بلادِ حجاز کو اپنے فرزندوں کی تائید کے لئے آمادہ کیا، حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ نے محمد زکی النفس رضی اللہ عنہ کے حق خلافت کی تائید میں فتویٰ دیا، اور جب ابراہیم رضی اللہ عنہ کوفہ کی طرف گئے تو حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے آپ کی کامیابی کے لئے چالیس ہزار دینار پیش کئے، لیکن امام صادق حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے اپنے چچا حضرت عبد اللہ المحض رضی اللہ عنہ کو بہت سمجھایا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی وصیت کے مطابق آلِ حضرت علی رضی اللہ عنہم کا حق دین کی امامت ہے نہ کہ دنیا کی حکومت، آغازِ فتنہ ہی میں خلیفہ منصور نے جمیع آلِ حسن رضی اللہ عنہم کی گرفتاری کا حکم صادر کیا، حضرت عبد اللہ المحض اور ان کے برادران رضی اللہ عنہم گرفتار ہوئے اور جانب نجف لے گئے اور بحالتِ قید قتل کئے گئے۔ حضرات محمد (زکی النفس) اور ابراہیم رضی اللہ عنہم اُس وقت چھپ گئے، چند دن بعد کوفہ کے قریب حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ پکڑے گئے اور قتل کئے گئے، اور چند دنوں کے بعد حضرت زکی النفس رضی اللہ عنہ بھی مدینہ منورہ میں گرفتار ہوئے اور قتل کئے گئے۔ (آپ کا مزار مدینہ منورہ میں باب شامی کے باہر حکومت کے ہسپتال کے غرب میں راستہ کے بازو ہے)۔

ایک ملاقات میں حضرت جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے حضرت زکی النفس رضی اللہ عنہ کو بھی دعوئے خلافت سے دست بردار ہونے کی بے سود نصیحت فرمائی تھی۔ لیکن جب اس چچا زاد بھائی نے نہ مانا تو خونِ ہاشمی کی غیرت سے اپنے دو لختِ جگر فرزندوں حضرات عبد اللہ و موسیٰ رضی اللہ عنہما کو ان کے فتنہ کی رفاقت میں دیا، حضرت محمد زکی النفس رضی اللہ عنہ نے اپنی گرفتاری سے پہلے ان دونوں صاحبزادوں کو اپنے والد کے پاس واپس روانہ فرمادیا۔

خلیفہ اور حضرت امام رضی اللہ عنہ

ان فتنوں کے سلسلہ میں خلیفہ ابوجعفر منصور حضرت جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے بہت بدگمان تھا اور کسی نہ کسی حیلہ سے آپ کے قتل کا حکم صادر کرنے کی فکر کرتا تھا، بعد ختم فتنہ آپ کو طلب کیا، خلیفہ کی مجلس میں آپ کے داخل ہوتے ہی خلیفہ بڑے غضبناک لہجہ میں مخاطب ہوا: کیا تم نہیں جانتے کہ محمد بن عبد اللہ نے جس کو

زکی النفس کہا کرتے ہو کیا کیا نہ کیا، جان لو کہ اگر مکرر کوئی ایسی حرکت بغاوت کرے گا تو میں خورد و کلاں سب کو گرفتار کروں گا۔" جواب میں حضرت امام الصادق رضی اللہ عنہ نے فرمایا "اے امیر المؤمنین میں نے اپنے والد سے اور انھوں نے میرے دادا حضرت علی زین العابدین رضی اللہ عنہ سے اور انھوں نے ان کے والد میرے پردادا حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ سے اور انھوں نے ان کے والد ماجد حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے سنا ہے کہ فرمایا حضور رسولِ مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ "جو شخص صلہ رحم کرتا ہے اگر اس کی عمر کے فقط تین سال باقی ہوں تو اللہ قادرِ مطلق اس کی عمر بڑھا کر تینتیس ۳۳ سال کرتا ہے اور جو شخص قطع رحم کرتا ہے اگر اس کی عمر کے تینتیس ۳۳ سال باقی ہوں تو اللہ تعالیٰ اس کی عمر کاٹ کر فقط تین سال باقی چھوڑتا ہے۔" اس پر خلیفہ منصور نے تین وقت پوچھا "واللہ کیا تمہارے والد نے ایسا فرمایا؟" "واللہ کیا تمہارے والد نے ایسا فرمایا؟" "واللہ کیا تمہارے والد نے ایسا فرمایا؟" بعد کو کہا "اچھا اب رخصت ہو۔" (چونکہ بنی عباس و بنی علی سب بنی ہاشم ہیں۔ قطع رحم کی حدیث شریف نے جس میں قطع رحم کرنے والے کی عمر کم کیے جانے کی تنبیہ ہے خلیفہ منصور کے غصہ کو ٹھنڈا کر دیا اور گرفتاریٔ عام اور قتلِ عام کا ارادہ بدلوا دیا۔)

اس کے بعد فتنوں کے سلسلہ میں فتح کے نشہ میں سرشار خلیفہ منصور نے تمام آلِ حسن کی جائیداد ضبط کرنے کا حکم صادر کیا، اس کے چند ہی دن بعد مکرر حضرت امام ہمام رضی اللہ عنہ کو خلیفہ نے طلب کیا کہ کسی حیلہ سے آپ کو کوئی سزا دیوے یا قتل کرا دے خلیفہ کے سامنے تشریف فرما ہوتے ہی آپ نے بڑے جلال سے آلِ حسن رضی اللہ عنہم کی جائیداد ضبط کرنے پر ڈانٹا کہ شریعت نے کوئی ایسی سزا مقرر نہیں کی ہے اور اس وقت تک کسی اور بادشاہ یا حاکم نے ایسا حکم کبھی نہیں دیا تھا، آپ کے کلام کی جرأت پر خلیفہ نے حیران اور نہایت ہی غضبناک ہو کر کہا "کیا تم ایسی گستاخانہ جرأت سے مجھ سے بات کرتے ہو، خبردار تمھیں قتل کیا جاوے گا۔" آپ نے فرمایا۔ "اے امیر المومنین جلدی نہ کرو، میرے باپ و دادا نے ترسٹھ سال کی عمر میں دنیا سے وفات پائی، میری عمر اب اس سے زیادہ ہو گئی ہے، میں موت سے ڈرتا نہیں ہوں۔" تب خلیفہ گذرے ہوئے فتنہ کا ذکر بہت جوش و غصے سے کرتے ہوئے بولا "کیا تم نے ساکنان مدینہ منورہ کا نفاق میرے ساتھ نہیں دیکھا؟ میں چاہتا ہوں کہ ان میں سے ایک ایک کا گھر تباہ کروں، ان کے تمام

چشمے خشک کروں، ان کے باغات برباد کروں، ان کو ہیبت زدہ کر کے یمن کے پہاڑوں میں جلاوطن کروں کہ آئندہ وہ نہ کسی حجازی سے نہ کسی عراقی سے ملاقات کر سکیں"۔ تب آپ نے بہت سنجیدگی سے فرمایا۔ "اے امیر المؤمنین! جب حضرت سلیمان علیٰ نبیّنا و علیہ السلام کو بادشاہت عطا ہوئی شکر الٰہی بجالائے، جب حضرت ایوب علیٰ نبیّنا و علیہ السلام پر بلا آئی صبر فرمایا، جب حضرت یوسف علیٰ نبیّنا و علیہ السلام اپنے بھائیوں کو سزا دینے پر قادر تھے ان کو معاف فرمایا، آپ بھی تو اُن معاف کرنے والوں بخشنے والوں اور صبر و شکر کرنے والوں کی نسل سے ہو (یعنی حضرات سلیمان و یوسف و ایّوب علیٰ نبیّنا و علیہم السلام بھی آلِ ابراہیم علیہ السلام اور آپ آلِ عبّاس بھی آلِ ابراہیم علیہ السلام ہیں) اس کلام کرامت انجام نے خلیفہ پر اعجازی اثر کیا، نہ صرف غصہ ٹھنڈا ہوا بلکہ خوشی سے خلیفہ نے تبسّم کیا اور کہا کہ آپ نے بڑے حد کی بات کی، واقعی آپ قوم کی سرداری کے قابل ہو، میں اب اہلِ مدینہ کو معاف کرتا ہوں اور آپ کو خراج بصرہ (یعنی بصرہ کی جاگیر) بخشتا ہوں۔ بعدہٗ آپ کو اپنے بازو بٹھایا اور بخور طلب کیا اور اپنے ہاتھوں سے آپ کی ڈاڑھی میں عطر لگایا۔ جب آپ رخصت ہوئے تو آپ کے پیچھے اپنے دربان ربیع نامی کے ہاتھ ایک خلعتِ فاخرہ بمعہ دیگر ہدایا روانہ کیا۔

حضرت جعفر صادق رضی اللہ عنہ کو حاکموں بادشاہوں کے در پر حاضری سے نفرت تھی مگر ان کے احکام کی تابعداری کے آپ کبھی منکر نہیں ہوئے۔

آپ کے بعض زرّیں اقوال

مشتے نمونہ از خروارے۔ آپ کے اقوال اہلِ ایمان کے لئے تا قیامت مشعلِ راہِ ہدایات ہیں۔

اپنے شاگردِ رشید حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کو نصیحت فرمائی کہ جس کو اللہ تعالےٰ نعمت دے وہ اللہ جلّ شانہٗ کی حمد و شکر زیادہ کرے کہ فرماتا ہے ربّ العزّت لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ (اگر تم احسان مانوگے تو میں تمھیں اور زیادہ عطا کروں گا)، اگر رزق کی کمی ہو تو استغفار کرے کہ اللہ جلّ جلالہٗ فرماتا ہے۔ اِسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ إِنَّهُ كَانَ غَفَّارًا ۝ يُرْسِلِ السَّمَاءَ عَلَيْكُمْ مِدْرَارًا ۝

وَّيُمْدِدْكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ جَنّٰتٍ وَّيَجْعَلْ لَّكُمْ اَنْهٰرًا۔

اگر حاکم یا پادشاہ سے رنج پہنچے تو لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ کی تسبیح پڑھا کرو کہ وہ مِفْتَاحُ الْفَرَجِ وَكَنْزٌ مِّنْ كُنُوْزٍ ہے یعنی آرام و راحت کی کنجی ہے اور ایک خزانہ ہے خزانوں میں سے۔ اور فرمایا لَا يَتِمُّ الْمَعْرُوْفُ اِلَّا بِثَلَاثَةٍ تَعْجِيْلَهٗ وَسَتْرَهٗ وَتَصْغِيْرَهٗ یعنی نیک کاموں میں دیری نہ کرو بلکہ عجلت یعنی سبقت لے جاؤ لیکن پردہ پوشی و عاجزی و انکساری سے یعنی بغیر دکھاوے یا شہرت کے اور بغیر فخر کے نیک کام جلد جلد کرو۔

اپنے چورانوے (۹۴) سالہ بوڑھے شاگرد حضرت عنوان بصری رحمۃ اللہ علیہ کے سوال پر کہ حقیقت عبودیت کیا ہے فرمایا کہ بندہ اپنے نفس میں کہ جس میں اللہ تعالےٰ سماتا ہے نہ دیکھے اور نفس کی خواہشات کی خاطر تدبیریں نہ سوچتا رہے۔ اور اللہ عزّ وجلّ کے جو احکام ہیں وہ تمام بجالاوے اور جن باتوں سے اللہ جلّ جلالہٗ نے منع فرمایا ہے ان تمام سے دور رہے اور فرمایا حضرت عنوان بصری رحمۃ اللہ علیہ کو میں تمھیں نو امور کی وصیت کرتا ہوں۔ تین ریاضت کے امور ہیں، تین حلم یعنی اخلاقی امور ہیں اور تین علمی امور ہیں —— ریاضت کے متعلق فرمایا "(۱) نہ کھاؤ وہ غذا جسکی تمھیں خواہش نہ ہو کہ ایسی غذا کھانا حماقت و بیوقوفی ہے۔ (۲) اور نہیں کھانا جب تک بھوک نہ لگے (۳) اور نہیں کھانا سوائے حلال غذا کے، فرمایا کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ آدمی کو اپنا پیٹ جب بھرنا ہو تو ایک تہائی حصہ غذا سے بھرے، دوسرا تہائی حصہ پانی سے بھرے، اور تیسرا تہائی حصہ سانس کے لئے خالی رکھے۔ متعلق حلم فرمایا کہ (۱) اگر تمہیں کوئی (شقی یا مخالف) کہے کہ اگر تم مجھے ایک (سخت بات) کہو تو میں دس سناؤں گا تو جواب دو کہ اگر تو مجھے دس سنائے بھی تو میں جواب میں ایک بھی (سخت کلام) نہ سناؤں گا۔ (۲) اگر کوئی تمھیں گالی دے یا بد بولے تو کہو کہ اگر تو نے سچ کہا ہے تو اللہ تعالےٰ مجھے معاف کرے لیکن اگر تو نے جھوٹ کہا ہو تو اللہ تعالےٰ تجھے معاف کرے۔ (۳) اگر تمھیں کوئی ڈراوے تو اس کو دعا دو اور نصیحت کرو —— متعلق علم فرمایا (۱) جو تمہیں نہ معلوم ہو وہ علماء سے دریافت کرو مگر عالم کی عیب جوئی یا عالم کے امتحان کی نیت سے سوال نہ کرنا چاہئے (۲) جب اپنی ہی رائے سے کوئی

علمی خدمت کرنا ہو تو اس کام میں ہر قسم کا احتیاط رکھو (۳)، فتویٰ پوچھنے والے سے ایسے دور بھاگو جیسے مردم خوار شیر سے اور لوگوں میں اپنی گردن بلند نہ کرو یعنی علم کا فخر نہ کرو۔

اور مختلف موقعوں پر حضرت امام الصادق رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے:۔ نعمت کی زکوٰۃ ہر ایک سے بھلائی کرنا ہے، جاہ کی زکوٰۃ سفارش قبول کرنا ہے، جسم کی زکوٰۃ بیماری ہے، غالب ہونے کی زکوٰۃ معاف کرنا اور بخشنا ہے، ادا ہونا ایسے زکوٰتوں کا ادا کرنے والے کے حق میں باعث امن و راحت ہے۔

توبہ کرنے میں دیر کرنا اور آئندہ کروں گا کا ارادہ کرنا باعث فخر ہے اور خود کو دھوکہ میں ڈالنا ہے اور اپنے نیک اعمال کو تباہ کرنا ہے۔

نیک پڑوسی ایسا ہوتا ہے جیسے اپنے ہی گھر کا ایک خاص فرد۔

گناہ پر اصرار کرنا یعنی بار بار گناہ کرنا خود کو اللہ تعالیٰ کے مکر میں پھنسانا ہے۔ اور اللہ ذوالجلال کے مکر میں سوائے نقصان کے اور کچھ نہیں۔

جو شخص بغیر نوکر چاکر کے جاہ و حشم کی عزت اور حاکمانہ رعب کا خواہشمند ہو وہ گناہوں کی ذلت سے نکل کر عبادتوں کی عزت میں داخل ہو۔

آپکے بعض کرامات

آپ بہت مشہور مستجاب الدعوات گذرے ہیں جب آپ اللہ تعالیٰ سے کوئی سوال کرتے آپ کی دعا ختم ہونے سے پہلے ہی وہ مراد پوری حاصل ہو جاتی۔

ایک تنگدست بیوہ کی گائے مر گئی جس کے دودھ سے اس کی اور اس کے یتیم بچوں کی پرورش ہوتی تھی، وہ بہت آہ و زاری سے روتی تھی اتفاقاً آپ کا گذر اس کی رہائش پر سے ہوا، آپ کو اس کے حال پر رحم آیا اور بارگاہِ الٰہی میں دعا مانگی، اللہ تعالیٰ نے اس گائے کو فوراً دوبارہ زندہ کر دیا۔

حضرت لیث ابن سعد رحمۃ اللہ علیہم سے روایت ہے کہ حج کے ایام میں ایک روز بعد نماز عصر وہ مکہ مکرمہ کے جبل ابوقبیس پر گئے تو وہاں ایک بزرگ کو بیٹھے ہوئے یوں دعا مانگتے ہوئے دیکھا "یارب یارب یارب یارب...... بے حساب بار یارب حتیٰ کہ سانس ٹوٹ گئی، بعد ازاں یاحیّ یاحیّ یاحیّ یاحیّ...... متعدد بار حتیٰ کہ پھر سانس ٹوٹ گئی، بعدہٗ گذارش کی، یا الٰہی میں بھوکا ہوں، میوہ انگور کی خواہش

ہے مجھے کھلائیو، میرا لباس پرانا پھٹا ہوا ہے، مجھے دوسرا لباس عطا ہو، ابھی یہ دعا ختم نہ ہوئی تھی کہ حضرت لیث رحمۃ اللہ علیہ نے دیکھا کہ دو نفیس چادریں جن کی مثال انھوں نے پہلے کبھی نہ دیکھی تھی اور بے تخم میٹھے انگور کے خوشے اس مرد بزرگ کے سامنے موجود ہوئے۔ اور وہ نہ انگور کا موسم تھا اور نہ وہاں کوئی انگور کی بیل تھی، جب اس بزرگ نے انگور کھانے کا ارادہ کیا حضرت لیث رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا "مجھے بھی شریک فرمائیے کیونکہ میں نے آپ کی دعا پر آمین کہا ہے اس لئے اس میں میرا بھی حق ہے۔" جواب میں فرمایا "کھاؤ جتنا کھا سکو مگر قریب سے اٹھا کر ساتھ نہ لے جانا۔" حضرت لیث رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ "میں نے حسب خواہش کھایا۔" بعد ازاں اس بزرگ نے ایک چادر مجھے پیش کی، میں نے نہیں لی اور عرض کیا مجھے چادر کی حاجت نہیں میرے پاس لباس موجود ہے۔ بعدہٗ وہ بزرگ پہاڑ سے اترے میں بھی پیچھے پیچھے چلا، سامنے ایک شخص ملا اس نے درخواست کی "یا ابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے لباس عطا ہو" اس بزرگ نے فوراً ایک چادر اس کو عنایت کی، میں (حضرت لیث) نے اس شخص سے دریافت کیا یہ کون بزرگ ہیں تو اس نے کہا، کیا تم نہیں جانتے یہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں بہت آہ وزاری کرنے والے مشہور جعفر الصادق (رضی اللہ عنہ) ہیں۔"

حضرت ابو نصیر رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ ہم مدینہ منورہ سے حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کے ساتھ حج بیت اللہ شریف کو جا رہے تھے، راستہ میں ایک خشک کھجور کے درخت کے پاس سے ہمارا گذر ہوا "حضرت امام رضی اللہ عنہ نے اس درخت کو یوں مخاطب فرمایا۔ "اے درخت ہمیں پھل دے کہ ہم کھائیں" وہ درخت فوراً سرسبز ہو کر ہماری طرف جھک گیا اور بہت عمدہ قسم کے کھجور اس میں لگے تھے، ہم سب نے توڑے اور کھائے، وہ نہایت شیریں اور لذیذ تھے، اس سے پہلے ہم نے ایسے عمدہ کھجور کبھی نہ کھائے تھے، اس واقعہ کو ایک بدو دیکھ رہا تھا اس نے کہا کیسا مؤثر جادو ہے، آپ اس کے کلام سے آزردہ ہوئے اور فرمایا۔ اے بھائی! یہ جادو نہیں ہے، یہ دعا مستجاب ہے، اس کی بے ادب گفتگو سے اس کی شکل فوراً کتے کی سی بن گئی، جب وہ اپنے گھر گیا تو اس کی بیوی نے اس کو لاٹھی لے کر گھر سے باہر نکال دیا، تب اس نے سمجھا کہ یہ اس کی گستاخی کی سزا ہے اور فوراً امام ہمام رضی اللہ عنہ

کی خدمت میں حاضر ہوا اور زمین پر لوٹنے اور گریہ وزاری کرنے لگا، آپ نے رحم فرما کر اس کے حق میں دعا فرمائی وہ فوراً اپنی اصلی صورت پر آگیا۔

ایک شخص نے حج کے لئے روانہ ہوتے ہوئے آپ کو دس ہزار درہم دے کر عرض کیا کہ اس کے لئے ایک مکان خرید کر رکھیں، آپ نے وہ تمام رقم فی سبیل اللہ خیرات کردی، جب وہ حج سے واپس ہوا اور دریافت کیا تو آپ نے جواب میں فرمایا۔ ہاں! میں نے تیرے لئے مکان خرید لیا ہے اور یہ اس کا قبالہ یعنی دستاویز ہے، اس قبالہ میں حدود مکان کا بیان یوں تھا "ایک دیوار اس مکان کی ملی ہوئی ہے مکان سے حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے، دوسری دیوار اس کی ملحق ہے مکان سے حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کے، تیسری دیوار اس کی لگی ہوئی ہے مکان سے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے اور چوتھی دیوار جڑی ہوئی ہے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے مکان سے (جاننا چاہئے کہ کئی جنتیں ہیں اور ہر جنت میں حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اہل بیت رضی اللہ عنہم کے مکانات ہیں)۔ اس شخص نے وصیت کی کہ وہ قبالہ اس کی قبر میں رکھا جاوے چنانچہ ایسا ہی کیا گیا، دفن کے دوسرے دن لوگوں نے دیکھا کہ وہ قبالہ قبر سے نکل کر باہر پڑا ہے اور اس کی پشت پر لکھا ہے "وفا کی جعفر صادق (رضی اللہ عنہ) نے" آپ کے کرامات بے شمار ہیں طوالت کے خوف سے یہاں صرف چہار کے بیان پر اکتفا کیا ہے۔

بہ عمر اڑسٹھ سال تین ماہ دو یوم ۱۵ رجب المرجب ۱۴۸ھ ہجری میں آپکا وصال ہوا۔ اور اپنے والد امجد حضرت امام باقر رضی اللہ عنہ کے پہلو میں جنت البقیع شریف میں قبۂ آل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں دفن کئے گئے۔

آپ کی اولاد میں سات فرزندان اور ایک دختر ہوئے ہیں، فرزندان:۔ موسیٰ کاظم، عبد اللہ، اسمٰعیل، علی العریضی، محمد المامون المعروف بہ محمد دیباج، اسحٰق المعروف مؤتمن الاشبال اور عباس، دختر اُم فروہ

حضرت امام ہمام جعفر صادق علیہ السلام کی نیاز کرنا، آپ کی روح کو ہدیۂ فاتحہ قل درود اور ختم شریف قرآن مجید پیش کرنا اور ایسے موقعوں پر آپ کے فضائل کا ذکر یعنی آپ کے مناقب پڑھنا سننا بے انتہا برکات وحسنات کے نزول کا سبب ہوگا۔

جیسے آپ کی حیاتِ دنیوی میں آپ کی دعاؤں سے مراد حاصل ہوتی رہی ویسا ہی آپ کے وصال سے آج تک از مشرق تا مغرب، از شمال تا جنوب تمام ممالک اسلامیہ میں کروڑوں مومنین نے آپ کے وسیلہ سے بہت جلد اپنی حلال منہ مانگی مرادیں حاصل کی ہیں اور انشاء اللہ تا قیامت حاصل کرتے رہیں گے ؎

اَللّٰھُمَّ اَدِمْ دِیْمَ الرِّضْوَانَ عَلَیْہِ
وَاَمِدَّنَا بِالْاَسْرَارِ الَّتِیْ اَوْدَعْتَھَا لَدَیْہِ آمین!

ترکیب نیاز

حسب مقدور لذیذ و لطیف طعام (خواہ پوریوں کے کونڈے ہوں یا نہ ہوں -).

پاک جگہ پاک دسترخوان پر جمع کر کے عود وغیرہ بخور کی خوشبو کے ساتھ پہلے ہدیۂ فاتحہ پیش روحِ اطہر و انور و اقدس حضور رحمۃ للعالمین خاتم النبیین شفیع المذنبین صاحب التاج والمعراج والبراق والعلم دافع البلاء والوباء والقحط والمرض والالم سیدنا ونبینا ومولینا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیش کریں، بعدہٗ مناقب امام ہمام حضرت جعفر الصادق علیہ السلام (بغیر مقدمہ کتاب) پڑھیں بعد ازاں تلاوت قرآن مجید جتنی ممکن ہو کریں، وقت نہ ہو تو تین بار قُلْ ھُوَ اللّٰہ ایک بار سورۃ فلق ایک بار سورۃ والنّاس ایک بار سورۃ الحمد شریف ایک بار سورۃ بقرہ کی پہلی پانچ آیات الٓمّٓ سے مفلحون تک ایک بار آیۃ الکرسی (یعنی پارہ تِلْکَ الرُّسُل کی تیسری آیت شریف) ایک بار سورۃ بقرہ کی آخری تین آیات لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ سے قَوْمِ الْکَافِرِیْنَ تک پڑھ کر اس ختم شریف کا لو، اب حضور سیّد العالمین خاتم الانبیاء والمرسلین بالمؤمنین رؤف رّحیم صاحب التاج والمعراج والبراق والعلم دافع البلا والوباء والقحط والمرض والالم صاحب الجود والکرم سیدنا ومولینا محمد رّسول اللہ نو رّحمٰن نور اللہ صلوٰۃ اللہ تعالٰے علیہ وسلم اور انبیاء و مرسلین میں آپ کے جمیع آبا و اخوان صلوٰۃ اللہ تعالٰے علیہم اجمعین اور آپکے

نوٹ:- حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی تاریخ وصال ۱۵ رجب المرجب ہے . اسی تاریخ کو نیاز کرنا افضل ہے

آل و اصحاب و اہل بیت و عترت و عشیرت و ازواج طاہراتؓ مطہرات امہات المومنین رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین اور جمیع مومنین و مومنات و مسلمین و مسلمات رحمتہ اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین کی ارواح کے پیش کرتے ہوئے بالخصوص روح امام ہمام جعفر الصادق الفاضل الطاہر علیہ السلام ابن امام عالی مقام محمد الباقر علیہ السلام کے پیش کریں اور اپنے مطالب کی دعا اس وسیلۂ مبارک سے مانگیں انشاء اللہ بہت جلد مرادوں سے مالامال ہوں گے ۔

تمام شد

قطعۂ تاریخ تالیف طبعزاد گلچین گلستان عروض غواص بحور حمل

استاد الادبا حضرت پروفیسر حامد حسن صاحب قادری نقشبندی زاد شرفہ فی الدارین

آئینۂ سیرت امام جعفر صادق

صادق لقب و امام جعفر　　وہ دین ہدیٰ کے خضر منزل
شایع ہوئی انکی سیرت پاک　　روشن ہوئے جس سے دیدۂ و دل
تالیف جناب بخشی صاحب　　ہے آئینہ ولائے کامل
لکھے وہ محاسن و مناقب　　جو بحر کمال کے ہیں حاصل
تاریخ یہ قادری نے لکھی　　پاکیزہ مرقع فضائل

١٣٧٦ھ

اسی رسالہ کے مصنّف کی دوسری کتاب لاجواب

کوکبۂ غزوۂ بدر

جس کی تعریف میں عرب و پاکستان و ہندوستان کے علما، و شعرا، و ادیب رطب اللسان ہیں اور تقاریظ و اشعار قلمبند کئے ہیں جو نہ صرف قابلِ مطالعہ ہے بلکہ باعثِ برکاتِ عظیم و رحمت ربِ کریم پڑھنے، سننے، رکھنے والوں کے لئے ہے۔ جنگِ بدر میں مسلمانوں کی فتح بقول سلطان المجاہدین حضور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اسلام کے لئے حیات بخش ثابت ہوئی۔ جنگ کا ارادہ نہ رکھنے والے بے ہتیار بغیر جنگی لباس کے تین سو تیرہ مجاہدین جن میں اکثر ناتجربہ کار ہیں جاں فروشی سے ایک ہزار تجربہ کار جنگجو سرتاپا لوہے کے زرہ پوش طاقتور دشمنوں کا ایسا مقابلہ کرتے ہیں کہ صرف چودہ مجاہدین کی شہادت کے مقابل میں ستر کفار قتل ہوتے ہیں باقی آٹھ سو ساٹھ میدانِ جنگ سے فرار ہوتے ہیں۔ دشمنوں کا قریباً تمام جنگی سامان تمام ارزاق وغیرہ مسلمانوں کے ہاتھ لگتے ہیں جنگ کی جیتی جاگتی تصویر کے علاوہ جمیع غازیان و شہداءِ بدر کے مناقب بھی اس ۲۸۰ صفحات کی کتاب میں درج ہیں۔ اس کا مطالعہ ہر بچے بوڑھے مومن میں جوشِ جہاد پیدا کرتا ہے۔ بزدل کو شیر دل بناتا ہے، بقول شاعر جمیلؔ کولاری ؎

غزوۂ بدر کی حامل ہی نہیں ہے یہ کتاب
مہرِ گردونِ رسالت کی بھی ہے آب و تاب
اس کو آنکھوں سے شب و روز لگاؤ اے جمیل
سیکڑوں نیکیوں کا ہے کہ ملے تم کو ثواب

قیمت صرف دو روپیہ محصول ڈاک علاوہ۔ بیرونجات سے دو روپیہ چودہ آنے پیشگی وصول ہونے پر بذریعہ رجسٹری ڈاک روانہ ہوگی۔ وی۔ پی نہ کی جاویگی۔ صرف چند کاپیاں باقی ہیں

ملنے کا پتہ :- **مکتبۂ فریدی** اردو کالج۔ اردو روڈ کراچی ۱

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

داستانِ عجیب

یعنی

معجزہ مصحف ناطق حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام

از

نتیجہ فکر جناب شاعر بے مثل و بے عدیل منشی جمیل احمد صاحب
جمیلؔ

ناشران

رحمٰن برادرس فاطمہ جناح روڈ کراچی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کروں پہلے درگاہ حق میں سجود
پھر اپنے نبی پر میں بھیجوں درود
سناؤں تمہیں اک نبی داستاں
اسی طرح کرتا ہے راوی بیاں
مدینہ میں اک شخص تھا خستہ حال
غریب اور اس پر کثیر العیال
نہ نوکر نہ چاکر نہ جاگیردار
نہ پیشہ نہ حرفہ نہ کچھ کاروبار
یہ اس کا تھا معمول اے مہرباں
کہ لاتا تھا جنگل سے بس لکڑیاں
انہیں بیچ کر روز کرتا بسر
فراغت سے تب بھی نہ ہوتی گذر
نہ جس دن کسی عذر سے جا سکا
نہ جنگل سے وہ لکڑیاں لا سکا
تو فاقہ سے گھر میں بسیرا کیا
کسی نے نہ اس شب ہے کھایا پیا
کہا بیوی سے اک روز یوں
بہت تنگدستی سے میں تنگ ہوں
ارادہ ہے میرا کروں اب سفر
عجب کیا کہ ہاتھ آئے کچھ مال و زر
غرض چھوڑ کر اپنے گھر کو چلا
جدھر اٹھ گیا منہ ادھر کو چلا
چلا اپنی دھن میں عجب لہر میں
بہت دن میں پہنچا کسی شہر میں
تھی گردش بخت بھی ساتھ ساتھ
وہاں پر بھی آیا نہ کچھ اس کے ہاتھ
وہی لکڑیاں روز لانا اسے
وہی بیچنا اور کھانا اسے
نہ خود آسکا تنگدستی سے گھر
نہ بھیجی کبھی شرم سے کچھ خبر
یوں ہی جب کہ بارہ برس ہو گئے
کہا اس کے گھر والوں نے کھو گئے

تعجب ہے گھر سے کہاں پر گئے
کہا اس کی زوجہ نے دل میں کہ ہم
قریب اس کے گھر کے تھا قصرِ وزیر
کیا جا کے بیگم سے سب عرض حال
محل میں بلا ناغہ جاتی تھی وہ
گئے اس کے فاقے مصیبت گئی
وہ کھا پی کے خود بھی ہوئی تندرست
~~وہ~~ جو قصرِ معلی کا تھا آستان
امامِ زمان پیشوائے ~~امام~~ امام
نہ معلوم جاتے تھے گھر سے کدھر
کھڑے ہو کے ہمراہیوں سے کہا
لگے عرض کرنے عقیدت گزیں
کہا آپ نے یہ عمل سیکھ لو
تو جس کی نہ ہوتی ہو حاجت روا
یہ چاہے کہ میری تمنا بر آئے
پھر اُن کونڈوں کو پوریوں سے بھرے
وسیلہ مرا کر کے مانگے مراد
اگر پھر نہ اس کی ہو حاجت روا
یہ حضرت نے کہہ کر اٹھایا قدم
وہ عورت یہ ارشاد سنتے ہی سب
نہ اس کو پڑی سن کے دم بھر بھی کل
خدا جانے جیتے ہیں یا مر گئے
کہاں تک بھلا کھائیں فاقے کا غم
وہاں اس کو جانا پڑا ناگزیر
وہ کرنے لگی مہربانی کمال
جو پاتی تھی کھاتی کھلاتی تھی وہ
وہ ہر دن کی ہر شب کی آفت گئی
ہوئے لڑکے بالے بھی چالاک و چست
وہ اک روز دیتی تھی جھاڑو وہاں
لقب جن کا صادق ہے جعفر ہے نام
ہوا اتفاقاً وہاں پر گذر
بتاؤ مہینہ ہے یہ کون سا
کہ ماہِ رجب کی ہے بائیسویں
کہ جب یہ مہینہ یہ تاریخ ہو
کسی سخت مشکل میں یا ہو پھنسا
تو دو صاف کونڈے نئے پاک لائے
مرا فاتحہ آگے رکھ کر کرے
خدا دے اگر چاہے اعتقاد
قیامت کو ہاتھ اس کا دامن مرا
قدم ان کے تاجِ شہانِ عجم
کہا دن پھرے میرے بے شہاب
اسی وقت اس نے کیا یہ عمل

دعا کی کہ اے خالق خاص و عام
بحق امام ذوی الاحترام

صحیح و سلامت میرا شوہر آئے
بہت دولت و مال و زر لیکر آئے

سنو ماجرا اس کا شوہر وہاں
گیا تھا کہیں کاٹنے لکڑیاں

پرانے کئی سو برس کے درخت
وہاں پر تھے جھاؤ کے سخت درخت

وہیں کاٹتا تھا وہ آشفتہ سر
کلہاڑی گری ہاتھ سے چھوٹ کر

گری جب زمیں پہ دھماکا ہوا
تو کہنے لگا دل میں وہ بے نوا

مگر یہاں پر ہے خالی زمیں
جو کھودا تو نکلا دفینہ وہیں

گڑی تھی وہاں دولت بے شمار
زرِ خالص و گوہرِ شاہوار

پھر اس نے چھپایا خزانہ تمام
کہ تا ہو نہ واقف کوئی خاص و عام

تصرف کیا چوری چوری سے سب
گذرنے لگے دن بہ عیش و طرب

بنے رتھ گھوڑے وغیرہ لیے
امارت کے سامان مہیا کیے

چلا گھر امیرانہ سامان سے
بڑے دبدبے اور بڑی شان سے

مدینے کے نزدیک پہنچا وہ جب
ملازم کیا معتبر منتخب

دیا عمدہ جوڑا منغرق تمام
درم اک ہزار اسکی لاگت کے دام

دیا اس کو زیور بھی اک لاکھ کا
حفاظت کی تاکید کرکے کہا

کہ لے جا کے بانوئے خانہ کو دے
پہن کر اسے زیب و زینت کرے

کئی دن کے بعد آپ داخل ہوا
نشاطِ و طرب سب کے شامل ہوا

کہا اس کی بیوی نے یہ ایک روز
کہ دولت ملی کیونکر اے دلفروز

دفینے کا قصہ کیا سب بیان
کہ اس طرح دولت ملی ناگہاں

جو کی پوچھ گچھ تو حقیقت کھلی
وہی وقت و تاریخ تھی نذر کی

پھر اس نے کہی داستان امام
وہ کونڈوں کی منت کا قصہ تمام

امام زمن کا ثنا خواں ہوا
بجان نام پر ان کے قربان ہوا

وہ ہر سال کونڈوں کو بھرتا رہا
ہمیشہ نیاز ان کی کرتا رہا

بنایا مکان ایک اس نے وسیع
بہت خوبصورت نہایت رفیع

چڑھی چھت پہ اک روز بیگم کہیں
نظر آیا کاشانۂ دل نشیں

خواصوں سے پوچھا یہ کسکا ہے گھر
کیا عرض اے بانوئے نامور

کہا سچ یہ کہا سب نے ہاں اے حضور
کہا لاؤ پوچھیں گے اس سے ضرور

گئی اک ~~خاص~~ خواص اس کو لے آئی ساتھ
اٹھایا برائے سلام اس نے ہاتھ

کہا اس سے بیگم نے سچ سچ بتا
کہ حاصل ہوئی تجھ کو کیونکر غنا

وہ کونڈوں کا بھرنا وہ قول امام
دفینے کا پانا سنایا تمام

یہ سب سن کے بیگم ہنسی زیر لب
کہا ~~[illegible]~~ جھوٹ ہے جھوٹ سچ ہے یہ کب

کہیں شوہر نے ~~[illegible]~~ کی رہزنی
یہ دولت وہی ہے وہی ہے وہی

نہ جانا جو سچ اس نے قول امام
ہوئی ایکدم میں وزارت تمام

جو تھا اس کا شوہر مقرب وزیر
عدو اس کا تھا اک وزیر شریر

کہا جا کے موقع پہ سلطان سے
کہ اے شاہ کہتا ہوں ایمان سے

کہ خائن بہت ہے وزیر یمین
میں رہتا ہوں ~~[illegible]~~ دن رات اسی کی کمیں

اگر حکم ہو اس کا جانچوں حساب
کہ آئینہ ہو سب خطا و صواب

کہا شاہ نے ہاں یہ اچھا تو ہے
عجب کیا جو ایسا ہو کھٹکا تو ہے

لیا حکم اس کا ~~[illegible]~~ اور جانچا حساب
نہ وہ دے سکا کوئی کافی جواب

کیا عرض شہ سے تو فرمان ہوا
کہ اس کا تغلب نمایاں ہوا

کرو ضبط اس کے سب املاک و مال
نکالو ابھی شہر سے خستہ حال
نکالا گیا وہ بفرمان شاہ
برہنہ سر و پا بہ حال تباہ
غریب اپنی بیگم کو لے کر چلا
پریشان و غمگیں و مضطر چلا
ملے ناگہاں راہ میں خربزے
درم دو ہی بس پاس بیگم کے تھے
دیا اک درم خربزہ لے لیا
کہ کھائیں گے اس کو دم اشتہا
لیا باندھ رومال کو کھول کر
وہ دونوں پھر آگے [illegible] نہ سیر
اسی روز شہزادہ نام دار
سحر سے گیا تھا برائے شکار
نہ آیا وہ گھر رات کو لوٹ کر
ہوا مضطرب خسرو بحر و بر
وزیرِ دُوم عرض پیرا ہوا
کہ اب مجھ کو اک اور کھٹکا ہوا
نکالا گیا ہے جو خائن وزیر
وہ ~~ہر~~ بے انتہا ہے خبیث و شریر
نہ شہزادہ کو راستے میں ملا
کیا ہو نہ کچھ اس نے مکر و دغا
ہوا حکم سلطان والا تبار
کہ چاروں طرف تیز جائیں سوار
جہاں وہ ملے پا بہ زنجیر لائیں
بہت جلد جائیں بہت جلد ~~جائیں~~ آئیں
گئے ۔ آئے ~~لاکے~~ ہوئے کیا رو برو
خشونت سے کی شاہ نے گفتگو
کہ رومال میں تیرے کیا ہے بندھا
کیا عرض اے شاہ ہے خربزہ
جو کھولا تو تھا شاہزادے کا سر
ہوا غمزدہ ~~بادشاہ~~ بادشہ دیکھ کر
کیا حکم غصہ سے جلاد ابھی
اڑائے سر اس کا بیگم کا بھی
کہا پھر کرو قید انہیں رات بھر
کئے جائیں گے قتل وقتِ سحر
پہونچ کر یہ زندان میں بولا وزیر
کہ اے بانوئے غمگسار و مُشیر

خدا جانے ہم سے ہوئی کیا خطا
کہ جس سے یکایک یہ آئی بلا

ذرا ارٹ گئی اور نکالے گئے
پکڑ آئے زندان میں ڈالے گئے
یہ اندھیر ہوگا کہ پھر صبح دم
کٹے جائیں گے سر ہمارے قلم
یہ کیا ہے نہیں قہر خالق اگر
کہ خربزہ یہاں شہزادے کا سر
کہا اس سے بیگم نے یہ روسیاہ
سمجھتی رہی مجھ سے ہوا اک گناہ
کہا لکڑہارے کی عورت کا حال
وہ تکذیب اسکی وہ سب قیل و قال
سنا جب یہ قصہ تو بولا وزیر
نہیں ہے یہ تھوڑی سزا اے شریر
یہ سوئے ادب اور شانِ امام
نہ کیوں تونے باور کیا وہ کلام
غرض توبہ کرتی رہی رات بھر
ندامت سے روتی رہی تا سحر
ادھر تو ہوئی صبح آیا ادھر
وہ شہزادہ گمشدہ اپنے گھر
کہا بادشاہ نے کدھر گم رہے
بتاؤ کہاں رات بھر تم رہے
کیا عرض دن بھر تو کھیلا شکار
سیاہیٔ شب جب ہوئی آشکار
نہ گھر آ سکا باغ میں رہ گیا
مصیبت تھی اک رات کی سہہ گیا
کیا شاہ نے جب فرمان شب
وزیر اسیر بلا کو طلب
جو رومال کھولا تو تھا خربزہ
کہا شاہ نے ہے یہ کیا ماجرا
وزیر ادب واں ثناخواں ہوا
پھرا گرد شہ اور قربان ہوا
کیا عرض سارا وہ بیگم کا حال
وہ عورت کی ثروت وہ سب قیل و قال
نہ تصدیق کرنا کلام امام
مفصل سنا کر کیا اختتام
گذارش کیا اس نے شاہ سے
میں راندہ گیا ہوں جو درگاہ سے
یہی ہے خطا بس یہی ہے خطا
اسی کی سزا ہے اسی کی سزا

وگرنہ کہاں میں خیانت کہاں
یہ بے جرم خواری و ذلت کہاں

کہاں خربزہ اے شہ دادگر ۔ کہاں ہے شہزادہ کے دشمن کا سر
یہ سب سن کے سلطان نے باور کیا ۔ وزارت پر اس کو مقرر کیا
تلافی مافات غفلت سے کی ۔ جو عزت گئی تھی نئے سر سے دی
نکالا گیا اس کا دشمن وزیر ۔ ہوا ضبط مال و متاع شریر
جمیل اب ہوئی ختم یہ داستان ۔ طریقہ کرو فاتحہ کا بیان
اَہَمُّ المُہمّات ہو جسکے پیش ۔ کسی سخت مشکل سے ہو سینہ ریش
یہ اس کو ہے لازم کہ کونڈے بھرے ۔ کسی پاک چادر پہ ان کو دھرے
کہے پہلے یہ پورا قصہ تمام ۔ پڑھے فاتحہ پھر بنام امام
توسل سے حضرت کے مانگے مراد ۔ برآئے گی ہاں جو درست ہو اعتقاد
بڑے چھوٹے کونڈے ہیں دونوں روا ۔ کہ ہر شخص کی مقدرت ہے جدا
کسی کو کنڈیلی کا مقدور ہے ۔ وہی اس کو کافی ہے معذور ہے
بہت صاف میدے کی ہوں پوریاں ۔ جو ممکن ہو خستہ تو عمدہ ہے ہاں
نہیں تو نہیں جس طرح بن پڑے ۔ کرے فاتحہ کچھ نہ اس پر اڑے
سوا سیر میدا سوا پاؤ گھی ۔ نہ جب مقدرت ہو تو اتنا سہی
نہ اتنا بھی ممکن ہو تو کم کرے ۔ کمی کا نہ اندیشہ و غم کرے

کیا جب قلم نے یہ قصہ تمام ۔ ہوا "داستان عجیب" اس کا نام

تمت

طریقہ فاتحہ

بروح پر فتوح مقدس مطہر منور معنبر صاحب المعراج والمنبر ساقی حوضِ کوثر شفیع روز محشر صدر رسالت بعث آگاہ طریقت کان معرفت قبلہ حقیقت سرور کونین صاحب قاب قوسین نبی الحرمین جد الحسن والحسین ابو القاسم احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وازواجہ وذریاتہ اجمعین الطاہرین برحمتک یا ارحم الراحمین۔

بعد اس کے سورۂ فاتحہ پڑھے بصدق نیت یہ نیاز شریف کرے اور پابند رہے

رحمٰن برادرس ۔ فریئر روڈ ۔ کراچی نمبر ۱

"جواہر المناقب"

اور

"داستان عجیب"